بین الاقوامی مالیاتی فنڈ امریکی معاشی استعماریات کا عالمی محافظ ہے

خبر:

12 ستمبر 2024 کو، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کی ایک پریس بریفنگ کے دوران، ڈائریکٹر آف کمیونیکیشنز نے اعلان کیا کہ پاکستان کے نئے 37 ماہ کے توسیعی فنڈ سہولت پروگرام کے لیے بورڈ کی میٹنگ 25 ستمبر 2024 کو طے کی گئی ہے۔

حوالہ:

https://www.imf.org/en/News/Articles/2024/09/12/tr091224-transcript-of-imf-press-briefing

تبصرہ:

2001 اور 2023 کے درمیان، امریکہ نے اوسطاً سالانہ مالیاتی اور تجارتی خسارے بالترتیب 957 ارب ڈالر اور 609 ارب ڈالر کے ساتھ چلائے۔ IMF کے معیارات کے مطابق، ایسے خسارے شدید کفایت شعاری، کرنسی کی گراوٹ، ساختی اصلاحات، اور بے قابو افراط زر کا سبب بننے چاہیے تھے، جیسا کہ ترقی پذیر معیشتوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تاہم، ان عدم توازن کے باوجود،

امریکہ کی مجموعی ملکی پیداوار 10.58 ٹریلین ڈالر سے بڑھ کر 27.36 ٹریلین ڈالر تک پہنچ گئی، اور افراط زر کی اوسط شرح سالانہ صرف 2.5% رہی۔ یہ غیر معمولی صورتحال بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کی جانب سے مسلم دنیا کے ساتھ کیے جانے والے سلوک کو چیلنج کرتی ہے۔ یہ عالمی مالیاتی نظام کی پیچیدہ متحرکات کو ظاہر کرتی ہے، جہاں امریکہ موجودہ اقتصادی اصولوں سے انحراف کرتے ہوئے بھی ترقی اور استحکام کو برقرار رکھتا ہے۔

یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ امریکہ مسلسل اقتصادی ترقی کیسے حاصل کرتا ہے، سیاسی و معاشی غلبہ کیسے برقرار رکھتا ہے، اور روس-یوکرین جنگ جیسی عالمی جنگوں اور غیر قانونی قابض ریاست کی مالی اعانت کس طرح کرتا ہے؟ یہ تمام عمل استعماری نظام (neo-colonialism) کی عکاسی کرتا ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد، امریکہ اور اس کے استعماری حلیف عالمی طاقتوں کے طور پر ابھرتے ہیں، جس سے استعماریات کا آغاز ہوتا ہے۔ جب روایتی استعماری سلطنتیں زوال پذیر ہوتی ہیں، تو امریکہ عالمی اقتصادی ڈھانچے کو از سر نو تشکیل دیتا ہے، مارشل پلان کے ذریعے جنگ سے تباہ حال یورپ کو دوبارہ تعمیر کرتا ہے اور سرد جنگ کے دوران جاپان، جنوبی کوریا اور تائیوان پر اپنا اثر و رسوخ مضبوط کرتا ہے۔ جلد ہی عالمگیریت مغربی طاقتوں کے لیے ترقی پذیر ممالک میں سستی مزدوری اور وسائل کے استحصال کا ذریعہ بنتی ہے، جبکہ مینوفیکچرنگ کو بیرون ملک منتقل کر کے مغرب کی دولت کو برقرار رکھا جاتا ہے۔ اس پیداوار کی تبدیلی کے باوجود، امریکہ ٹیکنالوجی، تحقیق و

ترقی، مالیات اور دفاع کے کلیدی شعبوں پر اپنی گرفت برقرار رکھتا ہے۔ مسلم معیشتیں، جیسے پاکستان اور بنگلہ دیش، ایک برآمدی انحصار کے دائرے میں پھنس جاتی ہیں، جہاں وہ کم قدر کی اشیاء تیار کرتی ہیں اور مغربی صارفین کی منڈیوں پر انحصار کرتی ہیں، جس سے ان کی معاشی کمزوری مزید گہری ہوتی ہے اور ایک ایسا نظام قائم رہتا ہے جو مغربی تسلط کو مضبوط کرتا ہے۔

تاریخی طور پر، بین الاقوامی تجارت سونے اور چاندی کے معیارات پر قائم ہے، جب تک کہ پہلی جنگ عظیم اس نظام میں خلل ڈال دیتی ہے، جس کی وجہ سے ممالک جنگی مالیات کے لیے سونے کی بدلنے کی صلاحیت معطل کر دیتے ہیں۔ 1920 کی دہائی میں سونے کے معیار کی بحالی کی کوششیں ناکام رہتی ہیں، جو 1933 میں امریکہ کی جانب سے سونے کی قومی ملکیت کے اعلان پر منتج ہوتی ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد، بریٹن ووڈز کا نظام کرنسیوں کو امریکی ڈالر سے منسلک کرتا ہے، جو 35 ڈالر فی اونس سونے کے لیے تبدیل ہوتا ہے، اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈ، عالمی بینک، اور عالمی تجارتی تنظیم قائم ہوتی ہیں۔ تاہم، امریکہ کے مسلسل خسارے ڈالر پر اعتماد کو کمزور کر دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں صدر نکسن 15 اگست 1971 کو سونے کی بدلنے کی صلاحیت معطل کر دیتے ہیں، جو ایک فائیٹ کرنسی نظام میں منتقلی کی علامت بن جاتی ہے۔

1973 کی جنگ کے دوران، جس میں یہودی وجود شامل تھا، تیل برآمد کرنے والے ممالک کی تنظیم (OPEC) نے امریکہ اور مغربی ممالک پر تیل کا پابندی لگادی، جس کی وجہ سے تیل کی قیمتیں 3 ڈالر سے 12 ڈالر فی بیرل تک پہنچ گئیں۔ اس کے جواب میں، امریکہ نے سعودی عرب

کے بادشاہ فیصل کے ساتھ ایک معاہدہ کیا، جس نے پیٹروڈالر نظام قائم کیا۔اس معاہدے کے تحت تمام تیل کی خرید وفروخت امریکی ڈالر میں کرنے کی شرط رکھی گئی، جس سے ڈالر کی طلب میں بے مثال اضافہ ہوااور اس کی عالمی ریزرو کرنسی کے طور پر حیثیت مستحکم ہوئی۔اس نظام نے امریکہ کو اپنے سونے کے ذخائر کی حفاظت کرنے، سونے کو تیل سے پشت پناہی کرنے والے ڈالرز سے تبدیل کرنے، معتدل داخلی افراط زر کو برقرار رکھنے، بڑے مالی اور تجارتی خسارے چلانے، فوجی کارروائیوں کی مالی اعانت کرنے، اور اضافی تیل کی آمدنی کو مالیاتی مارکیٹوں میں متوجہ کرنے کی سہولت فراہم کی۔اس نے امریکہ کو مسلم امت کی دولت پر قابض ہونے میں بھی مدد دی۔

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ مغربی تسلط کو نافذ کرتا ہے، اسلامی دنیا کو قرض اور انحصار کے ایک دائرے میں پھنسادیتا ہے۔سود پر مبنی قرضے اور ساختی اصلاحات تجارت کی آزادی، نجکاری، اور ترقی پر قرضے کو ترجیح دینے پر مجبور کرتے ہیں۔یہ ڈالر پر مبنی نظام مقامی صنعتوں کو دبانے، اقتصادی خود مختاری کو کمزور کرنے، اور مسلم امت کو مغربی اقتصادی کنڑول کے تحت رکھنے کو یقینی بناتا ہے، جو حقیقی خوشحالی اور آزادی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔امریکی اقتصادی استعماریات سے بچنے کا واحد راستہ خلافت راشدہ اوراس کے اقتصادیات سے متعلق اسلامی شریعت کے احکام ہیں۔

خلافت راشدہ اسلامی سرزمینوں اور ان کے وسائل کو یکجا کرے گی، مغربی تسلط کا خاتمہ کرتے ہوئے خود کفالت کی اقتصادی پالیسی اختیار کرے گی۔یہ طریقہ برآمدات پر انحصار کو کم کرے گااور اپنے سرحدوں کے اندر دولت پیدا کرنے پر توجہ دے گا۔شریعت کے حکم کے مطابق سونے اور

چاندی کے معیار کو دوبارہ بحال کر کے، خلافت فائیٹ کرنسیوں جیسے ڈالر کی حکمرانی کو مسترد کرے گی۔ سونے اور چاندی کی اندرونی قدر اقتصادی استحکام فراہم کرتی ہے، جو مستحکم تبادلے کی شرحیں اور عالمی تجارت میں انصاف کو یقینی بناتی ہے، جس سے تجارت میں اضافہ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی سرزمینیں وافر خام مال سے مالا مال ہیں، جس کی وجہ سے غیر ملکی مصنوعات پر انحصار کی ضرورت نہیں۔ مقامی وسائل کو استعمال کرتے ہوئے، خلافت راشدہ اقتصادی خود مختاری حاصل کرے گی اور عالمی مارکیٹ کے اتار چڑھاؤ کے اثرات کو کم کرے گی۔ قیمتی اشیاء جیسے تیل اور معدنیات کے ذریعے، خلافت بین الاقوامی تجارت میں غلبہ حاصل کر سکتی ہے اور اپنی اقتصادی خود مختاری کو ثابت کر سکتی ہے، قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق اسلامی احکام کی پیروی کرتی ہے۔

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے ریڈیو کے لیے محمد عفان کی تحریر کردہ